پاکستان میں نجی مصالحت کے روایتی طرق: معاصرانہ کردار اور تنقیدی جائزہ

Traditional methods of private Settlement in Pakistan; Current Practice and Critical Analysis

ڈاکٹر جاوید خان*

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد **

Abstract

Conflict between humans is a natural order. Every society has a structure to eliminate conflicts and disputes. In Pakistan -at government level- judicial system deals with all types of conflicts. According to which the deserved person get his right but the resentment between the parties is not varnished. As courts deal with arguments and issued verdicts and it has nothing to do with reconciliation.

To achieve the goal, some peoples prefer a non-governmental and private traditional system of reconciliation which is also available throughout the country having its own pros and cons. There are a number of private long-established methods in various parts of country named as "Jirga" in province of Khyber Pakhtunkhwa and Baluchistan, "Panchayat" in province of Punjab and "Faisalu" in the Province of Sindh.

A brief introduction and critical contemporary role of each one has been discussed, the reason of appreciation and acceptability of the system especially in the rural areas among the majority of people is also examined. It is found that among others, the speedy justice and adoption the method of reconciliation is the main reason of positive reception of the system. It is also studied that these arrangements have some flaws from social as well as sharia perspective which make the whole mechanism doubtful and objectionable. Recommendations have been made to eradicate the errors and mistakes of mechanism to make it more acceptable.

Key words:

Jirga , Panchayat , Faisalu

---

* لکچرار اسلامیات، یونیورسٹی آف سوات

** اسسٹنٹ پروفیسر وانچارج شعبہ علوم اسلامیہ و عربیہ، یونیورسٹی آف سوات

تعارف

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق انسان لڑنے جھگڑنے والا ہے جیسے کہ فرمایا ہے: "وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا"[1] یعنی "انسان بہت جھگڑالو ہیں۔" انسانوں کے مابین لڑائی جھگڑے انہونی بات نہیں ہے۔ لیکن ہر مصالحت کے ذرائع کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں۔ مملکتوں کی سطح پر عدالتی نظام ہے جہاں ہر قسم کے تنازعات کے فیصلے کیے جاتے ہیں البتہ نجی سطح پر روایتی مصالحت کا نظام بھی پایا جاتا ہے جو اپنی خامیوں کے ساتھ کئی ایک خوبیاں بھی رکھتا ہے۔عام طور پر لوگ مصالحت کو عدالتی نظام پر ترجیح دیتے ہیں جس کی کئی وجوہات ہیں۔ جن میں معاشرتی تقاضے، معاشی اور سماجی حالات، عدالتی نظام کی پیچیدگیاں جیسے کہ فیصلوں ں کی بے جا طوالت اور دیگر قانونی رکاوٹیں شامل ہیں۔ان اسباب اور وجوہات کو مد نظر رکھ کر مملکت خداداد پاکستان کے مختلف صوبوں میں روایتی مصالحت کی کئی ایک صورتیں موجود ہیں جن کو صوبہ خیبر پختونخوا اور صوبہ بلوچستان میں جرگہ ،صوبہ پنجاب میں پنچائت اور صوبہ سندھ میں فیصلوں کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ذیل میں ہر ایک کا مختصر تعارف اور معاصرانہ کردار کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے جس میں روایتی مصالحتی صورتوں کا ایجابی اور منفی کردار واضح پیش کیا جائے گا اور تجاویز میں اس کی خوبیوں کو مزید بہتر کرنے کی تجاویز پیش کی جاتی ہیں اور اس کی خامیوں کو دور کرنے کی ممکنہ سعی کے لئے تجاویز پیش کی جائیں گی۔

جرگہ کا تعارف

جرگہ کی لغوی تعریف

لفظ "جرگہ" لغت کے اعتبار سے ترکی زبان کا لفظ ہے اور اِس کا معنی ہے گروہ اور فرقہ[2] جب کہ فارسی لغت کی ڈکشنری "آنندراج" نے اس لفظ جرگہ کو فارسی زبان کا لفظ قرار دیا ہے اور اس کا معنیٰ کیا ہے کہ انسانوں یا جانوروں کی صف بندی اور دائرے کی شکل میں نشست کو "جرگہ" کہتے ہیں۔[3] پشتو کی حالیہ ڈکشنری "پشتو اُردو لغت" میں اِس لفظ کو پشتو زبان کا لفظ بتلایا گیا ہے اور اِس کا معنی محفل، مجلس مشاورت یا کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے بوڑھوں کو اِکٹھا کرنے کے بتائے ہیں[4] اور جناب بہادر شاہ ظفر کاکاخیل[5] نے بھی اِس لفظ کا معنیٰ گروہ اور مجلس مشاورت سے کیا ہے۔[6]

خلاصہ یہ کہ لفظ "جرگہ" جس زبان کا لفظ بھی ہو لیکن اِس کا لغوی معنیٰ گروہ، فرقہ، مجلس مشاورت، محفل، دائرے کی شکل میں نشست اور کسی مسئلے کے حل کے لیے بوڑھوں کے اکٹھے ہونے سے کیا جائے گا۔

جرگہ کا اصطلاحی معنیٰ

کسی قانون کا سہارا لئے بغیر بااثر لوگوں کا فریقین کے معاملات اور جھگڑوں کو باہمی گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کو "جرگہ" کہتے ہیں۔[7]

پشتون رابطہ[8] کے مطابق "جرگہ پشتو زبان کا لفظ ہے، جب قبائل سردار کسی معاملے پر جمع ہو کر فیصلہ کرتے ہیں، اِس کو جرگہ کہتے ہیں، اِس میں فیصلہ متفقہ طور پر کیا جاتا ہے"[9]

شاہ سوار خان ممہ خیل مروت[10] "جرگہ" کے متعلق لکھتے ہیں:

"جرگہ ایسے اکابرین اور جاننے والوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو فیصلہ کرنے کا علم اور قوت رکھتے ہوں اور اُن کو فریقین کی جانب سے بااختیار بنادیا گیا ہو، گویا یہ حضرات قوموں کے فیصلے کرتے ہیں اور کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے مخصوص وقت میں اکھٹے ہوتے ہیں"[11]

گویا جرگہ جو مشران پر مشتمل ایک جماعت ہوتی ہے جو متنازعہ فریقین کے مابین ثالث کا کردار ادا کرتی ہے۔ جرگہ مار فریقین کے دلائل سنتے ہیں، جرگہ فیصلوں س کا ایک مختلف فیہ طریقہ کار ہے۔

پنچائت کا تعارف

پنجاب میں ”جرگہ سسٹم “کو پنچائت کے نام سے پہچانا جاتا ہے جو جرگہ کی طرح عوامی اور غیر سرکاری سطح پر لوگوں کے تنازعات کو صلح مصالحت کے ذریعے حل کرتی ہے۔ معاشرے کا متوسط اور غریب طبقہ، اس نظام کے ذریعے اپنے مسائل حل کرتا ہے۔1888ء میں برصغیر پاک وہند میں اس نظام کو انگریز حکومت نے باقاعدہ چھوٹے مسائل حل کرنے کے لئے نامزد کیااور مدراس کی ریاست میں اس کو باقاعدہ اجازت دے کر VCAVillage Courts Act کو پاس کیا۔1907ء میں رائل کمیشن نے پنچائت کی کارکردگی کو سراہا کہ وہ چھوٹے موٹے فوجداری اور دیوانی مقدمات اچھے طریقے سے حل کررہی ہے اس رپورٹ کے نتیجے میں 1912ء میں پنچائت ایکٹ پاس ہوا جس نے پنچائت کو معاشرتی مسائل کے حل میں اور قوت بھی بخش دی۔

پھر 1922ء میں اس ایکٹ کو، پنجاب ویلج پنچائت ایکٹ Punjab Village Punchayat Act کا نام دیا گیا۔ اس ایکٹ کے ذریعے پنچ ممبر اور سرپنچ لیڈر کا انتخاب گاؤں کے باشندگان کرتے ہیں۔ آج بھی پنچائت صوبہ پنجاب میں مختلف قسم کے مقدمات کو روایتی انداز سے برادری میں ہی حل کرتی ہے۔[12]

فیصلوں کا تعارف

فیصلوں کا لفظ فیصلہ سے مشتق ہے یعنی کسی بھی تنازعہ کو حل کر کے اس کا فیصلہ کرنا، صوبہ سندھ میں "فیصلوں" کا لفظ جرگہ اور پنچائت کے متبادل کے طور پر مشہور و معروف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "صلح" کا لفظ بھی صوبہ سندھ میں رائج ہے۔ یہ نظام صوبہ سندھ میں غیر سرکاری سطح پر، روایتی انداز میں لوگوں کے مسائل صلح مصالحت کی بنیاد پر حل کرتی ہے۔ "فیصلوں" نہ صرف گاؤں اور خاندان کے مسائل کو حل کرتی ہے بلکہ معاشرتی سطح پر قوم اور برادری میں قتل وغیرہ کے تنازعات کا بھی صلح مصالحت کی بنیاد پر حل نکال کر فیصلے کرتی ہے۔ صوبہ سندھ میں ثالث کو مشیر کہا جاتا ہے۔[13]

مصالحتی صورتوں کی عمومی ترکیب و تشکیل

جرگہ، پنچائت اور فیصلوں کے قدیم تصور میں ترجیحات، تاثیر اور تنفیذ کے اعتبار سے کئی ایک تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں لیکن نت نئی تبدیلیوں، اصلاحات اور جدید تقاضاہائے زمانہ کے باوجود عصرِ حاضر میں بھی ان مصالحتی صورتوں کا اِطلاق اُنہی قدیم شکل وماہیت پر ہوتا ہے جو صدیوں سے پاکستانی معاشرے کے مؤثر مصالحتی کردار ہیں اور پاکستان کے مختلف علاقائی تہذیب وثقافت کے حصے چلے آرہے ہیں۔ جرگہ، پنچائت اور فیصلوں بزرگوں اور تجربہ کار افراد کا ایک گروہ ہوتا ہے جن میں عمر کے علاوہ معاشرتی مسائل کی سمجھ بوجھ، علاقائی اثر رسوخ ووجاہت اور ایک مؤثر کردار کا ہونا اہمیت رکھتا ہے۔ گویا مصالحتی صورتوں کے اجزائے ترکیبی میں درجہ ذیل عناصر عمومی طور پر ضروری خیال کئے جاتے ہیں:

☆ چند افراد کا گروہ: جن کی تعداد متعین نہیں، البتہ فردِ واحد سے مصالحتی صورت متحقق نہیں ہو سکتی۔

☆ گروہ کی منظم شکل: تاکہ مسئلے کے حل میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکیں، کسی قسم کا ہنگامہ نہ ہو۔

☆ جرگہ، پنچائت اور فیصلوں کے اراکین کی عمر معاملے کے حل کرنے اور سلجھانے کا حامل ہو۔

☆ معاشرتی مسائل کی سمجھ بوجھ اور مقامی وعلاقائی روایات سے باخبر ہوں۔

☆ معاشرے میں ان کو اثر ورسوخ حاصل ہو، تاکہ ان کے فیصلے سے باآسانی کوئی روگردانی نہ کر سکے۔

☆ فریقین کے اعتماد کی برقراری کے لئے اراکین مصالحت کا صالح، مؤثر، ایجابی اور پختہ کردار والا ہونا ضروری ہے تاکہ فیصلے کی تنفیذ میں آسانی رہے۔

☆ مصالحتی کردار ادا کرنے کے لئے ان تمام شرائط کے ساتھ تجربہ بھی ضروری ہے۔[14]

اس ہیئتِ ترکیبی کے پیشِ نظر گھریلو اور خاندانی مسائل سے لے کر قومی اور بین الاقوامی سطح تک کے مسائل کے حل کے لئے قائم کردہ ہر چھوٹی بڑی تنظیم ، ادارہ یا پلیٹ فارم پر عصر حاضر میں جرگہ، پنچائت یا فیصلوں کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ کے اندر جرگہ، پنچائت اور فیصلوں کا کردار اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے جتنا وہ تاریخی پس منظر میں اہمیت رکھتا ہے، مصالحت کے ان صورتوں کے معاصرانہ کردار کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1: روایتی مصالحتی صورتوں کا معاصرانہ ایجابی کردار

2: روایتی مصالحتی صورتوں کا معاصرانہ منفی کردار

روایتی مصالحتی صورتوں کے معاصرانہ ایجابی کردار کی وضاحت

روایتی مصالحتی صورتوں میں جرگہ، پنچایت اور فیصلوں کو ایک سوشل اور پبلک سطح کی کوشش ہے اور ایک غیر رسمی ادارہ کے طور پر یہ صورتیں مصالحتی خدمات سرانجام دیتی ہیں لیکن پاکستانی معاشرے کی روایت پسند طبقہ کے باعث اس کا پختہ اور پائیدار نظام آج بھی ہر طبقہ اور ہر سطح پر تسلسل کے ساتھ ایجابی اور مثبت کردار ادا کر رہا ہے۔ ذیل میں چند واضح اور مؤثر ایجابی کرداروں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

1۔ خاندانی صلح

روایتی مصالحتی صورتوں جرگہ، پنچائت اور فیصلوں کا اہم اور ایجابی کردار خاندانی نظام میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہے خاندان کے چھوٹے بڑے ہر قسم کے عمیق مسائل کے حل میں روایتی مصالحتی صورتوں نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے اور عصر حاضر میں بھی یہ کردار نمایاں ہے۔ خاندانوں میں تقسیمِ وراثت کے جھگڑوں،

جائیداد کے تنازعات، خواتین کے گھریلو تنازعات یعنی نکاح، طلاق اور خلع وغیرہ میں پہلے ہی مرحلے میں عدالتی راستہ اختیار کرنا پاکستانی معاشرے کے روایت پسند طبقے کے مطابق، کم ہمتی اور عیب سمجھا جاتا ہے۔ آج بھی اس قسم کے مسائل کے حل میں جرگہ، پنچائت اور فیصلوں فعال کردار ادا کر رہے ہیں اور ایسے تنازعات کو مقامی سطح پر، اپنے خاندان کے افراد مل کر کم سے کم وقت میں خوش اسلوبی سے حل کرنا ان کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے اور ان کے فیصلے فریقین کو بخوشی منظور ہوتے ہیں اور عدالتی فیصلوں کے مقابلے میں یہ فیصلے دیرپا اور پائیدار سمجھے جاتے ہیں۔

2۔ امن عامہ کی بحالی

قیام امن کے لئے حکومت اور سیکورٹی اداروں نے پاکستان میں عموما اور قبائلی اورروایت پسند علاقوں میں خصوصاروایتی مصالحتی صورتوں کے نظام کو تقویت دی ہے۔ جہاں پر قیامِ امن کے لئے معززینِ علاقہ اور مختلف مکاتبِ فکر کے راہ نماؤں پر مشتمل جرگوں اور کمیٹیوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ جن میں قبیلوں کی باہمی جنگوں کے فیصلے مقامی سطح پر ہو جاتے ہیں اور خصوصاً محرم الحرام اور ربیع الاول کے مہینوں میں پاکستان میں بالعموم اور خیبر پختونخوا کے جدید بندوبستی ضلعوں ضلع کرم، ہنگو، ڈی آئی خان اور پشاور وغیرہ میں بالخصوص ایسے جرگوں کی مدد سے قیام امن میں کافی مدد ملتی ہے۔ اس طرح امنِ عامہ کی بحالی میں روایتی مصالحتی صورتیں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔[15]

3۔ معاشرتی تنازعات کا قابلِ قبول حل

بعض مسائل کا تعلق کئی خاندانوں کے ساتھ ہوتا ہے، ان میں اقوام کی مشترکہ زمینوں، پہاڑوں اور جنگلات وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں جو سالہاسال تک خاندانوں کے باہمی دشمنی کا باعث ہوتے ہیں، عدالت سے ان مسائل کا کوئی مثبت اور دیرپا حل متوقع نہیں ہوتا۔ ایسے معاملات ومسائل پائیدار بنیادوں پر ان روایتی مصالحتی صورتوں کے ذریعے حل کئے جاسکتے ہیں کہ علاقائی سطح پر مشران، سردار، نیک مرد اور سرپنچ کا ایک گروہ تشکیل پا کر مشترکہ اشیاء کو صحیح طریقے سے تقسیم کرتے ہیں۔ روایتی مصالحت کے ذریعے معاشرتی مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے اور خاندانوں کو خون خرابے اور فساد سے بچایا جاسکتا ہے۔

4۔ انسدادِ جرائم

عصر حاضر میں روایتی مصالحتی صورتوں کے فعال کردار کی وجہ سے جرائم میں کمی اور بعض اوقات انسدادِ جرائم کا فائدہ بھی حاصل ہوا ہے۔ بالخصوص خیبر پختونخوا میں جرگہ، قتل و قتال کے علاوہ دوسرے سنگین قسم کی جرائم میں بروقت مداخلت کرکے مؤثر فیصلے کرتا ہے اور اکثر اوقات مصالحت پر فریقین کو راضی کیا جاتا ہے جس کی بناء پر مزید خون خرابے کی نوبت نہیں آتی اور یوں جرائم کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

5۔ اتحاد و یگانگت

روایتی مصالحتی صورتوں کا ایک اہم کردار خاندانوں میں باہمی محبت و یگانگت کو فروغ دینا ہے۔ روایتی مصالحتی صورتوں کے فیصلے کا طریقہ کار عدالتی نظام سے الگ ہے۔ اس میں ابتداء سے ہی مسئلے کے حل کرنے کے ساتھ مصالحت کا پہلو راجح ہوتا ہے۔ اس لئے ابتداء سے ہی ایسا اسلوب اختیار کیا جاتا ہے جو باہمی محبت و یگانگت یا کم از کم راست اقدام کے جذبہ پر منتج ہو اور عموماً یہ ہر مصالحتی کمیٹی کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ اس میں محبت و یگانگت کی ترغیب دی جاتی ہے جو عموماً فریقین کو منظور ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وجہ تنازعہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اور فریقین باہم شیر و شکر ہو کر اچھی زندگی گزارتے ہیں۔

6: انصاف کی فوری فراہمی

ہمارے ملک کا اکثر طبقہ غریب عوام پر مشتمل ہے ایسی حالت میں لوگ اپنے تنازعات کے حل کے لئے عدالت کی بجائے مصالحتی روایتی طریقوں کا انتخاب انصاف کی جلد فراہمی، اور اخراجات سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی عدالتوں میں ایک عام مقدمے پر 60000 ساٹھ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔[16]

روایتی مصالحتی صورتوں کے اس مؤثر اور ایجابی کردار کا فائدہ اگر ایک طرف عوام الناس کو ہے تو دوسری طرف عدالتوں سے مقدمات کے بوجھ کو بھی ہلکا کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ یہی تعلیمات پیغمبرِ اسلام حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں اور جن معاملات میں تحکیم اور ثالث کا عمل اختیار کیا گیا ہو وہ روایتی مصالحتی صورتوں کے لئے مذہبی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ابو شریح ھانی بن یزید[17] جب فتح مکہ کے

بعد وفد بنی الحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیشگی سن چکے تھے کہ لوگ اُس کو "ابو الحکم" کہتے ہیں، آپ ﷺ نے اُس سے اِس لقب کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری قوم میں جب کوئی تنازعہ پیش آتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں اُن کے مابین فیصلہ کرتا ہوں جس کو دونوں فریق تسلیم کرتی ہے اور وہ اِس پر راضی ہوتے ہیں تو اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا "مَااَحسَنَ هٰذا" یعنی یہ کیا ہی اچھا عمل ہے۔[18]

اسی طرح آپ ﷺ نے لوگوں کے مابین ثالث کے ذریعے فیصلے کرنے کو پسند فرمایا ہے اور اس پر کسی قسم کی نکیر نہیں فرمائی۔ ثالث کے ذریعے فیصلہ کرانا صحابہ کرامؓ کی زندگی میں بھی ثابت ہے مثلاً حضرت عمرؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنے ایک تنازعہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کو ثالث بنا کر فیصلہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔[19] اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت طلحہؓ نے اپنے درمیان ایک تنازعہ میں حضرت جبیر بن مطعمؓ کو ثالث بنایا گیا تھا۔[20] اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور اہل شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خلافت کی بیعت کی پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل آگئے اور قریب تھا کہ دونوں میں لڑائی ہو جاتی لیکن ان کے درمیان دو آدمیوں نے مصالحت کر کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو صلح پر راضی کیا تھا۔[21]

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں قاضیوں کے نام ایک فرمان جاری کیا تھا کہ رشتہ داروں کے باہمی مقدمات کو ان کی برادری میں واپس کیا کرو تا کہ وہ خود بیٹھ کر صلح کی کوئی صورت نکالا کریں۔ چنانچہ فرمایا ہے: ”رُدُّواالقَضاءَ بَينَ ذَوِى الارْحَامِ حَتّٰى يصْطَلِحوا فَأِنَّ فَصْلَ القضَاءِ يورِثُ الضَّغَا ئِنَ“[22]

”رشتہ داروں کے مقدمات کو انہی میں واپس کر دو تا کہ وہ خود برادری کی مدد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلوں میں کینہ وعداوت پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔“

جرگہ، فیصلوں اور پنچائتی فیصلوں کے لئے اس فرمان فاروقی کو بطورِ خاص بنیاد بنایا گیا ہے اور یہ فرمان اگرچہ رشتہ داروں کے باہمی فیصلوں سے متعلق ہے لیکن اس کی جو علت اور حکمت اس فرمان میں مذکور ہے کہ عدالتی فیصلوں سے دِلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے وہ رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں عام ہے لہذا غیر رشتہ داروں میں بھی اِس طریقہ کار کو جاری رکھنا چاہیے۔[23]

روایتی مصالحتی صورتوں کے معاصرانہ منفی کردار کی وضاحت

روایتی مصالحتی صورتوں کا ایجابی اور مؤثر کردار جتنا قابل ستائش اور مفید ہے، اتنا ہی اس کا منفی پہلو، دل آزار اور مفاد عامہ سے متصادم ہے۔ جس سے وہ مسئلہ تو حل ہو جاتا ہے لیکن کئی نئے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور اس منفی کردار کی وجہ سے تمام روایتی مصالحتی صورتوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ذیل میں روایتی مصالحتی صورتوں کے معاصرانہ بعض منفی کردار پر روشنی ڈالی جاتی ہے اگر ان کا سدِباب کیا جائے تو جرگہ، پنچایت اور فیصلوں کا پلیٹ فارم نہ صرف فوری اور سستا انصاف فراہم کرنے کے بہترین ذرائع ہیں بلکہ مسائل کے لئے مضبوط اور پائیدار حل بھی ہیں۔

1۔ فیصلوں س اور سزاؤں میں حد سے تجاوز

روایتی مصالحتی صورتوں کے ارکان بعض اوقات اپنی دھاک بٹھانے کے لئے فیصلوں س میں شرعی اور ملکی قوانین کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں جو یقیناً حوصلہ افزا پہلو نہیں، ان میں سے بعض فیصلے یہ ہیں:

جرگہ کا ''سورہ'' کا فیصلہ کرنا

''سورہ'' پشتو زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنیٰ سوار لڑکی ہے اور پختون معاشرے میں رسمِ سورہ کا مطلب یہ ہے کہ فریقین میں صلح کے لئے متاثرہ خاندان والوں کو دوسرا فریق اپنی لڑکی دے دیتا ہے۔[24] بسا اوقات وہ لڑکی نابالغ ہوتی ہے اور رسم "سورہ" کے تحت دی جانے والی بچی کا نکاح عموماً اپنی عمر سے کافی بڑے کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ عموماً اس میں لڑکی سے کوئی اجازت نہیں لی جاتی بلکہ فریقین کی صلح کو مضبوط کرنے کے لئے اس معصوم لڑکی کو قربانی کا بکرا بنایا جاتا ہے۔ عام طور پر قتل، بدکاری، یا اغواء کے ارتکاب میں تلافی کے طور پر "سورہ" دی جاتی ہے یعنی یہ بچی اپنے بھائی باپ وغیرہ رشتہ دار کے لئے قربانی دیتی ہے اور وہ بچی اس گھر میں کنیز کی سی زندگی گذارنے پر مجبور ہوتی ہے۔[25]

"سورہ" کا پس منظر قدیم روایت میں یہ تھا کہ سنگین جرائم جیسے قتل، زنا، اغوا وغیرہ میں جب فریقین کے مابین صلح کی جاتی تھا تو صلح کے بعد فریقین کے مابین رشتہ داری قائم کی جاتی تھی عموماً جارح فریق کی طرف سے متاثرہ فریق کو ایک لڑکی نکاح میں دی جاتی ہے اور اس کا مقصد دونوں خاندانوں میں رشتہ داری کی

پائیدار بنیاد فراہم کرنا، فریقین میں دشمنی کا خاتمہ، محبت ویگانگت کو فروغ اور دونوں خاندانوں کا جوڑ ہوتا تھا اور یہ کہ رشتہ نکاح کے باعث دشمنی کی جگہ باہمی الفت لے لے اور اس کے آثار بالکلیہ ختم ہو جائیں اور دونوں خاندان تلخیوں کو بھلا کر آپس میں شیر و شکر ہو جائیں یہ ابتداءً یہ رشتہ اگرچہ فریقین کے مابین صلح کا سبب ہوتا ہے لیکن انجام کے لحاظ سے آخر کار بچی صلح کا بدل بنا کر دوسرے فریق کے حوالے کی جاتی ہے۔ یوں اس مقدس رشتے کو مذاق بنا کر اور اس کو ناکردہ گناہ کی جاتی ہے۔ اس رسم کو "سورہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"[26]

یہ رسم خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں پائی جاتی ہے اب چونکہ یہ رسم ایک قابلِ تعزیر جرم ہے اس لئے اس کے ارتکاب میں کافی حد تک کمی آچکی ہے البتہ اس کا مکمل خاتمہ تاحال نہیں ہوا اور یقیناً ایسے فیصلے جرگہ سسٹم کی افادیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں جس کی وجہ سے اس نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

پنچایت اور فیصلوں کا "ونی" اور سنگ چاتی کے فیصلے کرنا

پنچائت میں قتل و زنا کے تنازعات میں فریقین کے مابین صلح کے لیے فریقِ اول کی بچی کا نکاح فریقِ ثانی کے کسی شخص سے کر دیا جاتا ہے۔ یہ رسم خیبر پختونخوا میں "سورہ" اور پنجاب میں "ونی" کہلاتی ہے۔ یہ رسم جنوبی پنجاب اور خصوصاً دیہات میں کی جاتی ہے ملکی قانون سازی اور میڈیا کی رسائی سے اگرچہ پہلے کے مقابلے میں اس رسم میں بہت کمی واقع ہوئی ہے لیکن پھر بھی بعض جگہوں میں اس قسم کے فیصلے ہو جاتے ہیں ۔ گویا خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں جرگہ جس طرح سورہ کا فیصلہ کرتی ہے اسی طرح پنچایت ونی کا فیصلہ کرتی ہے جو سراسر ظلم ہے اور یہی رسم صوبہ سندھ میں سنگ چاتی کے نام سے کی جاتی ہے۔

کاروکاری کی صورت میں لڑکے اور لڑکی کو قتل کرنے کا فیصلہ کرنا

کاروکاری دو الفاظ کا مجموعہ ہے زنا کے ساتھ بدنام ہونے والے لڑکے کو "کارو" اور ایسی لڑکی کو "کاری" کہا جاتا ہے۔ پنچائت ایسے جوڑے کے متعلق ہمیشہ قتل کا فیصلہ کرتی ہے اور یوں غیرت کے نام پر قتل کو کاروکاری کا قتل کہا جاتا ہے۔ پنچائت میں ان کے قتل کا اختیار لڑکی کے کسی رشتہ دار کو دیا جاتا ہے لڑکے کا والد یا سرپرست بھی عموماً اپنے اور اپنے خاندان والوں کی عزت بچانے کے لئے اپنے لڑکے کو پنچائت کے حوالے کرتا ہے تاکہ کل معاشرے میں کوئی اس کو طعنہ نہ دے، اس طرح دونوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات تو صرف تہمت اور بدنامی کی وجہ سے بغیر تحقیق کے ایسے قتل کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔

آج کل یہ خطرناک صورت اس لیے اختیار کر چکی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ناپسند کرنے کی وجہ سے یا شوہر کے ناجائز تعلقات میں بیوی رکاوٹ بننے کی وجہ اس کو راستے سے ہٹانے کے لیے بدنام کر کے پنچائیت کے ذریعے قتل کروا دیتا ہے اور پھر پنچائت کے ذریعے شوہر کو کچھ رقم یا بدنام مرد کی بچی "ونی" میں دے دی جاتی ہے۔اوراس قسم کے قتل کے مقاصد میں بدنام مرد سے پیسوں کی وصولی، نئی شادی اور جہیز شامل ہوتا ہے۔[27]

کاروکاری میں قتل ہونے والی دونوں صورتوں میں عورت کو بغیر تفتیش کے قتل کر دی جاتی ہے۔ جو ظلم ہے۔اس قسم کے فیصلوں س کی حمایت کی وجہ سے پنچایت انتہائی بدنام ہو چکی ہے۔

زنا کے بدلے جبری زنا یا اجتماعی زیادتی کا فیصلہ کرنا

بعض اوقات پنچائیت ایسے ظالمانہ فیصلے کرتی ہے جس سے پورا نظام بدنام ہو جاتا ہے ان فیصلوں س میں جبری زنا یا اجتماعی زیادتی کا فیصلہ بھی ہے۔کسی قبیلے میں اگر کوئی لڑکا لڑکی بدنام ہو جاتے ہیں تو صلح کے لیے لڑکے کی ماں، بہن وغیرہ کے بارے میں اجتماعی زیادتی کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کیس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔اس کی بڑی دلیل جنوبی پنجاب کے ضلع مظفر گڑھ کے گاؤں میر والا کے پنچائت کا وہ فیصلہ جو انہوں نے ۲جولائی ۲۰۰۲ء کو ایک اکیس سالہ لڑکی مختاراں مائی کے خلاف کیا تھا۔

مختاراں مائی کا گیارہ سالہ بھائی، جس کا نام شکور تھا،اس پر ۲۳ سالہ خاتون کے ساتھ ناجائز تعلقات کا الزام لگا اس خاتون کا تعلق جنوبی پنجاب کے طاقت ور قبیلے، مستوئی کے ساتھ تھا الزام کے بعد مختاراں کو بھائی کی طرف سے معافی مانگنے کے لئے بلایا گیا لیکن پنچائتی انصاف کی خاطر پہلے سے اجتماعی زیادتی کا خفیہ فیصلہ کر لیا گیا تھا تاکہ بدلہ پورا ہو جائے حالانکہ مختاراں کے بھائی پر کچھ ثابت نہیں ہوا تھا، نہ کسی نے تحقیقات کی زحمت اٹھائی تھی۔ مختاراں مائی کا تعلق چونکہ غریب خاندان سے تھا اس وجہ سے اس کے خلاف ایسا ظالمانہ فیصلہ کیا گیا تھا، بندوق کی نوک پر اس کو گاؤں کے دو سو سے زائد افراد کے سامنے اجتماعی درندگی کا نشانہ بنایا گیا اور نیم برہنہ حالت میں اس کو مجمع کے سامنے زبردستی چلنے کو کہا گیا۔[28]

پنچائت میں انصاف کے تقاضے اس طرح بھی پورے کئے جاتے ہیں جو حقیقت میں سراسر بے انصافی ہوتی ہے۔اس طرح کی بچیاں ہر طرف ظلم برداشت کرتی ہیں ایک جانب اگر ان کی عزت لوٹی جاتی ہے تو دوسری جانب ان کا خاندان بھی ان کو اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا بعض اوقات ان

کا بھائی یا باپ ان کو قتل کر دیتا ہے تا کہ مستقبل میں شرم اور طعنہ سے اپنے آپ کو بچا لیں یا وہ عورت خود کشی کر لیتی ہے گویا پنچائت میں عورتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا جاتا زیادہ تر ان کو مردوں کی حفاظت کے لئے قربانی کا بکرا بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی قسم کے حقوق ان کو نہیں دلوائے جاتے اگرچہ ملکی سطح پر قانون سازی اور میڈیا کی آزادی اور رسائی کی وجہ سے آج کل اس قسم کے سنگین واقعات میں خاطر خواہ کمی ہو چکی ہے لیکن پنچائیت کے ایسے فیصلوں س سے صرفِ نظر کرنا مشکل ہے۔

غگ یا ژغ آواز کا فیصلہ کرنا

غگ یا ژغ کا لغوی معنیٰ ہے آواز کرنا، صدا دینا[29] خیبر پختونخوا کے پختون معاشرے میں غگ یا یا ژغ کا مطلب کسی لڑکی کے بارے میں حقِ نکاح کا دعویٰ کرنا ہے، معاشرے میں چچا زاد بھائیوں یا قریبی رشتہ داروں کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ لڑکی کا نکاح خاندان سے باہر ہونے کی صورت میں حق نکاح کا دعویٰ کر سکیں۔ اس رسم کے مطابق مدعی شخص کسی دوسرے کے گھر جا کر ہوائی فائرنگ کرتا ہے اور فائرنگ کے بعد مٹھائیاں تقسیم کر کے لوگوں کو بتاتا ہے کہ اس نے اس گھر والے کی فلاں بیٹی یا بہن اپنے، اپنے بھائی یا بیٹے وغیرہ کے نام کر لی گویا اس رواج کے تحت ایک پختون مرد یک طرفہ طور پر کسی لڑکی پر اپنا دعویٰ نکاح کا اعلان کرتا ہے اگرچہ لڑکی والے اس رشتے پر رضامند نہ ہوں لیکن معاشرتی طور پر ہمیشہ کے لئے وہ لڑکی اس آدمی کے نام رہ جاتی ہے گویا دوسرا شخص باوجود چاہنے کے اس لڑکی کا رشتہ نہیں مانگ سکتا اور مانگ لے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اس دعویدار کے ساتھ دشمنی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

جرگہ پختون روایات کے مطابق فیصلہ کر کے یہ حق تسلیم کرتا ہے اور لڑکی یا اس کے گھر والوں کی مرضی کے بغیر غگ کرنے والوں کو حق بجانب سمجھتا ہے اور اگر یہ حق تسلیم نہیں کیا جاتا تب لڑکی کے خاندان والوں پر ایسی شرائط کے ساتھ فیصلہ تسلیم کراتے ہیں جو کسی بھی قانون اور مذہب کے لحاظ سے جائز نہیں ہوتے انہی غلط فیصلوں کی وجہ سے ان نظاموں کو برا سمجھتے ہیں اور ان کی خوبیوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔

منکر کو قسم دے کر چار بیلی کا فیصلہ کرنا

چار بیلی کا رسم کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ زیریں سندھ اور بلوچستان کے دیہات میں مدعی کے پاس

اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے گواہ نہ ہو یا گواہی اطمینان بخش نہ ہو تو منکر کو کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو وہ آگ پر چلے اگر سلامت نکل جائے تو وہ معصوم اور بیگناہ تصور کیا جاتا ہے اور فوراً اس کے پیر کو ذبح شدہ دنبے کے خون میں دھویا جاتا ہے جو اسی وقت اس کے پیروں میں ذبح کرتے ہیں اور اگر وہ زخمی ہو کر آگ سے جل جائے تو وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہے اس رسم کو چار بیلی کہتے ہیں۔ ایسے رسم اور قسم کی کسی بھی مذہب اور قانون میں کوئی گنجائش نہیں۔ شریعتِ اسلامی نے ہر مذہب کے لوگوں کے لئے قسم کا ایک صحیح راستہ بیان کیا ہے جس کو اختیار کرنا ضروری ہے لہٰذا کسی تنازعے کا اس قسم کا فیصلہ کرنا کسی بھی طرح ناجائز اور حرام رہے گا اور اسی وجہ سے ان روایتی مصالحتی صورتوں پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ رہا ہے۔

2 ۔ استحصالی رویہ کا رجحان

عصر حاضر میں جرگہ، پنچایت اور فیصلوں کمائی کا ایک بہترین ذریعہ بن چکا ہے۔ اراکین جرگہ ایسے بااثر نامی گرامی بدمعاش ہوتے ہیں جن کے فیصلے کے خلاف کوئی جنبشِ لب کی جسارت نہیں کر سکتا ایسے لوگ جرگوں ،پنچایت اور فیصلوں میں معززین کی صف میں بیٹھتے ہیں اور فریقین سے من مانی رقم کرتے ہیں۔ روایتی مصالحت میں عوام الناس کے حقوق اور اموال کے استحصال کا یہ رویہ مصالحت روح کو ناپید کرتا جا رہا ہے نتیجۃً روایتی مصالحتی صورتوں کے مؤثر و مفید اثرات بر آمد نہیں ہو رہے اور نہ ہی خاندانی چپقلشیں ختم ہو رہی ہیں ۔

3 ۔ قوتِ نافذہ کی ناپائیداری

روایتی مصالحتی صورتوں کے اراکین کے پاس قوت نافذہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات اپنے کیے ہوئے فیصلے کے نفاذ میں ناکامی رہتی ہے اس کی وجہ یا تو فریقِ مخالف کی معاشی، سیاسی اور خاندانی مضبوطی ہوتی ہے کہ جس کے بل بوتے پر وہ مصالحت سے کھلا انکار کر لیتا ہے اگرچہ معاشرے میں پنچایت اور فیصلوں کے فیصلہ سے انکار کو بُرا سمجھا جاتا ہے تاہم اس کے فیصلے کو زبردستی نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کی وجہ سے پنچائیت کا عمل غیر مؤثر ہو کر رہ جاتا ہے۔

4 ۔ یک طرفہ فیصلے کرنا

کسی ایک فریق کی معاشی، سیاسی، خاندانی یا اراکین کی خیانت، لالچ اور خوف کی وجہ سے یک

فطرفہ فیصلوں س کی بناء پر "روایتی مصالحتی صورتوں" عوامی اعتماد کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کا مفید اور مؤثر کردار باقی نہیں رہتا۔ انہی خدشات کی وجہ سے فقہائے کرام نے عمومی طور پر تحکیم سے منع کیا ہے چنانچہ صاحب ہدایہ م:593ھ فرماتے ہیں:" وَهُوَ صَحِيحٌ اِلَا اَنَه لَايُفتٰى بِهِ،وَيُقَالُ يُحتَاجُ اِلٰى حُكمِ المَولٰى دَفعًا لِتَجَاسُرِ العَوَامِ" "تحکیم صحیح ہے لیکن اس پر عام فتویٰ نہیں دیا جاتا اور یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کے تحکیم پر زیادہ جرات پیدا ہونے کی وجہ سے یہ حاکم کے حکم کا محتاج ہے۔"[30]

خلاصہ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ روایتی مصالحتی صورتوں میں ان کے خوبیوں کے ساتھ ساتھ کئی ایک خامیاں بھی موجود ہیں اگر ایک طرف جرگہ، پنچایت اور فیصلوں کے ذریعے لوگوں کو سستا اور فوری انصاف ملتا ہے، گھریلو مسئلہ گھر یا خاندان میں ہی حل ہو جاتا ہے۔ اس میں عدالتوں کے چکر لگانے نہیں پڑتے، وکیلوں کے فیس بھرنی نہیں پڑتی، میاں بیوی کا خانگی مسئلہ میڈیا کی زینت نہیں بنتا، اسی طرح زمین جائیداد کا مسئلہ جلدی حل ہو جاتا ہے اس دیوانی کیس کے حل کے لئے سالہا سال انتظار نہیں کرنا پڑتا اور دشمنی کا نہ صرف قلع قمع ہو جاتا ہے بلکہ وہ دوستی میں تبدیل ہو جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی خامیاں اتنی ہیں کہ اس نے ان خوبیوں کو نہ صرف چھپایا ہے بلکہ لوگ ان نظاموں سے متنفر ہو رہے ہیں کہ گھریلو مسائل کے حل کے لئے غگ، سورہ، ونی، سنگ چاتی، کاروکاری، اجتماعی زیادتی اور چار بیلی جیسے فیصلوں س کا سہارا لیا جاتا ہے، ثالثین یعنی جرگہ مار، سرپنچ اور نیک مردوں کا خریدنا اور بک جانا عدالت کے جج کی نسبت آسان ہوتا ہے جس کے نتیجے میں یک طرفہ فیصلے ہو کر انصاف کا قتل کیا جاتا ہے لہٰذا ان نظاموں کو ختم کرنے کی بجائے ان میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ جس سے مقامی سطح پر مسائل کے حل میں کافی مدد مل سکتی ہے اور یوں لوگوں کے لئے آسانی اور سہولت کا باعث بن جائے گی اور عدالتوں پر مقدمات کا بوجھ بھی ایک حد تک کم ہو جائے گا۔ اس بحث کے نتیجے میں چند تجاویز اور گزارشات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

تجاویز

1۔ روایتی مصالحتی صورتوں کے لیے باقاعدہ قانون سازی کی ضرورت ہے۔

2۔ اراکینِ جرگہ کے لئے شریعت میں مقرر کی گئی شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

3۔ایسے اراکین کے فیصلوں کو باقاعدہ عدالت مانیٹر کرے اور ان فیصلوں کی حیثیت وہی ہو جو ایک نچلے درجے کے عدالت کی ہوتی ہے اور متعلقہ قریبی عدالت اس فیصلے پر اپنا تصدیقی مہر لگانے کے بعد اس فیصلہ کو نافذ کیا جائے۔

5۔انتظامیہ کی مدد سے فیصلے کے نفاذ کو یقینی بنا سکیں اور فیصلہ کے نفاذ میں حائل مشکلات کو دور کیا جائے۔

6 ۔ذی شعور طبقہ حوصلہ شکنی کر کے اصلاحات کی کرے تو ان روایتی مصالحتی صورتوں کا مثبت اور مؤثر کردار عصر حاضر میں معاشرے کے اندر واضح اور نمایاں تبدیلی لاسکتا ہے اور امن وامان ،چین وسکون اور باہمی مسائل کے حل کا آسان، مؤثر اور دیرپا طریقہ کار میسر آسکتا ہے۔

حواشی

[1] سورۃ کہف 54

[2] نور اللغات مولوی نور الحسن مرحوم، طبع اول، 1989ء، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ص 1075

[3] فرہنگ آنند راج فارسی لغت کی ڈکشنری ہے ،شمالی ہندوستان کے حکمران مہاراجہ آنند گجاپاتی راج کے دور حکومت (1888ء تا 1892ء) میں اُس کے خادم محمد پاداش سید المعروف بہ میر منشی نے اِس کو مکمل کیا۔
http//www.iranicaonline.org/articles/farhang-e-anandraj

[4] پشتو اُردو لغت حاجی پردل خان خٹک، طبع اول، 1990ء، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی ص 606

[5] بہادر شاہ ظفر کاکاخیل خیبر پختونخوا کے ضلع نوشہرہ کے علاقے کاکا صاحب میں ایک عالم دین میاں خالق شاہ کاکاخیل کے ہاں 1910ء میں پیدا ہوے تعلیمی فراغت کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی، ان کی کتابیں "پشتون تاریخ کے آئینے میں "(پشتو اردو ایڈیشن) اور پشتو اردو لغت "ظفر اللغات" مشہور ہیں۔ (شخصیات سرحد محمد شفیع صابر، طبع اول، سن طبع ندارد، المکتبہ العلمیہ، لیک روڈ لاہور، ص 345)

[6] ظفر اللغات بہادر شاہ ظفر کاکاخیل، 1981ء، پاکستان ایجوکیشنل پریس، لاہور ص 187

[7] جرگہ تاریخ کے آئینے میں محمد دلم فیض داد، مترجم موسیٰ خان، مطبع و سن ندارد، ادارہ استحکام پاکستان لاہور، ص 16

[8] پشتون رابطہ یہ ایک ماہانہ مجلہ ہے، جو مسائل قوم پختون کو اجاگر کرتی ہے۔ عکاس پرنٹنگ پریس پشاور سے اس کی چھپائی ہوتی ہے۔

[9] پشتون رابطہ، خصوصی اشاعت 2012، عکاس پرنٹنگ پریس پشاور، ص 10

[10] شاہ سوار خان ممہ خیل حاجی عبد المجید خان کا بیٹا ہے، مروت قوم کے ساتھ اُن کا تعلق ہے اور یہ حضرات سرائے نورنگ میں آباد ہیں۔ شاہ سوار خان اور اُن کے والد حاجی عبد المجید خان مقامی جرگوں کے سرکردہ رہنما ہیں اور دونوں باحیات ہیں۔

[11] جرگہ شاہسوار خان ممہ خیل مروت، طبع اول، مارچ 2008ء، دانش پرنٹنگ پریس پشاور، ص 18

[12] Panchayat Justice System in context of International Human Rights Law By September 14, 2012,Word Count.15342,Page 10

[13] Study On Informal Justice System In Pakistan ,Evaluation Report Sindh Judicial Academy, Karachi.2008,p23

[14] جرگہ ص 11 تا 32، پشتون رابطہ ص 4

[15] میگزین پشتون رابطہ جرگہ اور اسلوب انتظام ص 7

[16] ایضاً، ص 22

[17] ابو شریح ہانی بن یزید کا اپنا نام خویلد بن عمرو ہے، زمانہ جاہلیت میں "ابو الحکم "لقب سے مشہور تھے، فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، نبی کریم ﷺ سے بیس احادیث نقل کی ہیں، مدینہ منورہ میں 68ھ کو وفات پائی (فتح المجید شرح کتاب التوحید، عبد الرحمن بن حسن التميمي، طبع 7، 1377ھ، ج 1، ص 431 مطبع السنۃ المحمدیۃ، القاھرۃ، مصر)

[18] ادب المفرد محمد بن اسماعیل بخاری، ج 1، طبع اول 1998ء، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع ریاض، ص 435

[19] حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب کے درمیان کھجور کے کچھ درختوں کا تنازعہ تھا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو المغنی، محمد بن قدامہ، طبع ندارد، سن 1938ء، ج 10، مکتبۃ القاہرہ، مصر، ص 190

[20] المغنی، ج 10، ص 190

[21] حضرت حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز نے مصالحتی عمل کیا تھا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بخاری، ج 3، ص 186؛ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری أبو محمد محمود بن أحمد بدر الدین العینی طبع پنجم، 2001ء، ج 13، ص 284، دار احیاء التراث العربي بیروت)

[22] ترتیب الآمالی الخمیسیۃ یحيٰ (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی، ج 2، رقم 2628، طبع اول، 2001ء دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص 3

[23] معارف القرآن مفتی محمد شفیع، مارچ 2001ء، ادارۃ المعارف، دار العلوم کراچی ج 2، ص 405

[24] ظفر اللغات بہادر شاہ ظفر کاکا خیل، 1981ء، پاکستان ایجوکیشنل پریس، لاہور، ص 937

[25] جرگہ، ص 75

[26] ایضاً، ص 75

[27] Panchayat Justice System in context of International Human Rights Law, p15

[28] Panchayat Justice System in context of International Human Rights Law , p15

[29] پشتو اردو لغت ص 1126

[30] الہدایۃ المرغینانی، علی بن أبي بكر الفرغانی، أبو الحسن برھان الدین، ج 3، ص 108، طبع و سن ندارد، دار احیاء التراث العرب، بیروت، لبنان